عشق اور محبت

(مولانا مولوی صوفی سید شاہ عبدالقادر صاحب شمس آبادی)

یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط کی خلاصہ تفسیر یہ ہے کہ مشرکین بتوں کو خدائے پاک کے ساتھ محبت کے معاملہ میں برابر تولتے تھے لیکن ایمان والوں کا معاملہ اس کے برعکس تھا کیونکہ ان کو خدائے پاک کے ساتھ محبت زیادہ تھی۔

مگر آیۂ کریمہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے، اہل شرک بھی محبت رکھتے ہیں صرف کمی اور بیشی کا سوال باقی رہ جاتا ہے اور یہی چیز اصل محبت قرار پاتی ہے۔

مشرک خدا کو بھی چاہتا ہے اور بتوں کو بھی لیکن ایماندار خدا کی محبت میں ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ اسکے سمع و بصر میں خدا کے سوا کسی کا شہود ہی نہیں ہے حدیث حبک الشی یعمی ویصم کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے اور اسی شدید محبت کا نام عشق ہے۔

قرآن پاک میں عشق کا لفظ مستعمل نہیں ہوا ہے بلکہ اسکی تعبیر اشد حباً سے کی گئی ہے۔ گویا زیادتی محبت خود عشق ہے مطلب یہ ہے کہ محبت جب دل کو ڈھانپ لیتی ہے تو محبت کا نام عشق ہو جاتا ہے جیسے آپ نے پانی میں غوطہ مارا تو ہر طرف سے پانی کا احاطہ آپ کے وجود پر ہو چکا اب جس طرف دیکھیں گے پانی ہی پانی ہوگا اور اینما تولوا فثم وجہ اللہ کے یہی معنی ہیں۔

فانی فی الحق

مومن بذریعہ عشق یعنی اشد اور افراط محبت کے فانی فی الحق ہو جاتا ہے۔ اسکے کان آنکھ سب طرف سے بند ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے کو نہیں پاتا ہے وہ مقام ہے جہاں فانی فی الحق کا درجہ نصیب ہوتا ہے۔

مثال

قرآن مجید میں ذات باری تعالیٰ عز اسمہٗ نے اسی معنی میں زلیخا کی نسبت حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا ہے قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا زلیخا کے دل کو محبت کے پردے نے ایسا ڈھانک لیا کہ گویا محبت اس کے دل کی شغاف

بن گئی اور شغاف اُس جھلی کو کہتے ہیں جو دل کے اوپر منڈھی ہوئی رہتی ہے۔ اور دل اُس جھلی میں بند رہتا ہے تو گویا محبت زلیخا کے دل کی شغاف بن گئی مراد یہ کہ قرآن نے زلیخا کو محبت کی چادر میں ہر طرف سے ڈھکا ہوا بتایا مومن کی مثال بھی یہی ہونی چاہئے کہ خدا کے پاک نام کے سوا اس کے دل میں کسی کی محبت گھر بنا ہی نہ سکے

مومن کے دل کی مثال آئینہ کی سی

مومن کے دل کی مثال آئینہ کی سی ہے جس کے اندر وہی تصویر پیدا ہوتی ہے جو حواس خمسہ کے ذریعے اس کے اندر اترتی ہے۔ تو مومن کے جب حواس خمسہ میں ایک ذات وحدہٗ لاشریک کے سوا کسی کا جلوہ ہی نہیں ہے تو کسی غیر کی صورت کا عکس اس کے دل کے آئینہ میں کیونکر پیدا ہو سکیگا محبوب تو وہی ہوتا ہے جو دل میں جم جائے اور دل میں وہی رہتا ہے جو محبوب ہوتا ہے پس مومن کے لئے اللہ کے سوا دوسرا کون محبوب ہے۔

معلوم ہوا کہ دل میں جو شئے آتی ہے وہ حواس خمسہ کے دروازے ہی سے آتی ہے اور مومن وہ ہے جس کے دل کا دروازہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا سب کیلئے بند رہتا ہے تو جب غیر کیلئے دروازہ ہی بند ہے تو مومن کے دل میں غیر کا آنا محال ہے لہٰذا مومن کے دل میں خدا ہی خدا ہوگا کیونکہ خدا ہی اس کا محبوب ہے خدا ہی اس کا معشوق ہے خدا ہی اس کا مطلوب اور خدا ہی اس کا مقصود و مراد ہے۔

خدا اور غیر خدا کی محبت

ہم نے بتلایا ہے کہ دل میں جس شئی کا جلوہ ہوتا ہے وہی محبوب ہوتی ہے لیکن دل میں بعض وقت ایک چیز رہتی ہے اور نکل جاتی ہے پھر دوسری آتی ہے پھر تیسری آتی ہے۔ اسی طرح متعدد شکلیں دل کے اندر آتی اور جاتی ہیں اور یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ دل کے اندر دو صورتوں کی ایک وقت گنجائش نہیں ہے جس وقت جو شئی دل کے اندر ہوگی وہی دل کی مالک اور مختار ہوگی۔ دل میں اندر آئی ہوئی صورت جب تک خود نکل نہ جائے یا نکالی نہ جائے دوسری شئے کی سمائی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ جب دل میں غیر خدا کی محبت ہے تو خدا کی محبت جو نہ رہیگی اور اگر خدا کی محبت ہے تو غیر خدا کی محبت باقی نہ رہیگی۔ دل میں خدا ہے تو غیر نہیں ہے اور اگر غیر ہے تو خدا نہیں ہے اس کو قاعدہ کلیہ کے طور پر تسلیم کر لینا چاہئے۔

ایک شبہ کا ازالہ

بت اور خدا دونوں کی محبت کی برابر برابر ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ایک ہی دل میں اپنے اپنے حصے کے لحاظ سے بت بھی ہیں اور خدا بھی کیونکہ اس بات پر حکما بھی متفق ہیں کہ نفس ناطقہ آن واحد میں دو کام نہیں کر سکتے۔ یا دو شئی کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے جب حال یہ ہے تو ظاہر ہے کہ بت اور خدا دونوں کا ایک ساتھ جمع ہونا محال ہے لیکن قرآن مجید میں یحبونھم کحب اللہ موجود ہے

جسکا مطلب دونوں مجنون کا برابر برابر ہونا سمجھ میں آتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ اسکا یہ مطلب ہے کہ کبھی بت کی صورت دل پر جاتی ہے اور کبھی خدا کی اور یہی شرک ہے جسکے دل میں کبھی خدا ہو اور کبھی غیر خدا وہ مشرک ہے پس صاحب دل یہاں سے اس بات کا تصفیہ کر سکتا ہے کہ وہ مومن ہے یا مشرک ۔

مومن و مشرک

مومن وہ ہے جس کے دل میں خدا کے سوا کسی کی محبت نہ ہو بلکہ اسکی توجہ کسی آن بھی غیر خدا کی طرف نہ ہو اور مشرک اسکو سمجھنا چاہیے جسکے دل میں کبھی خدا ہو اور کبھی غیر خدا ۔ اسکا دل کبھی خدا کی طرف متوجہ ہو اور کبھی غیر خدا کی طرف اور یحبونہم کحب اللہ کے بھی یہی معنی ہیں ۔

اللہ تعالی نے مشرکین کے دل سے اپنی محبت کی نفی نہیں کی ہے نہیں فرمایا کہ مشرک مجھ سے محبت نہیں رکھتے بلکہ مجھ سے محبت اتنی ہی رکھتے ہیں جتنی کہ بتوں کی۔ اور لطف یہ ہے کہ مشرک حق تعالی کے اس فرمان مقدس کے بموجب خدا اور غیر خدا دونوں سے برابر برابر محبت رکھتا ہے اور پھر بھی مشرک ہے اور اگر غیر خدا کی محبت غالب ہو تو نہیں معلوم کہ اسکا نام قرآن کی اصطلاح میں خدا کے نزدیک کیا ہے۔ اب بتائیے کہ آپ اپنے بال بچے، مال و دولت، عزت و آبرو، جاہ و ثروت وغیرہ اور خدا سے محبت ہموزن رکھتے ہیں یا کم و بیش۔ اگر ہموزن ہے تو آپ مشرک ہیں اور خدا کی محبت غالب ہے تو مومن اور خدانخواستہ اگر کہیں غیر خدا کی محبت غالب ہے تو ہم کو آپکا نام نہیں معلوم۔ کیونکہ مرتد ۔ زندیق ۔ منافق اور کافر و مشرک کے الفاظ تو قرآن مجید میں ملتے ہیں لیکن اس کیلئے کوئی لفظ ہی نہیں ۔

ایک اور شبہ کا ازالہ

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا ۔ اللہ تعالی طاقت سے زیادہ کسی امر کی کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا اور درحقیقت شریعت بھی یہی ہے۔ اسلئے یہاں سے اس دوسرے شبہ کا ازالہ بھی ہونا چاہیے کہ "النکاح من سنتی" "ان لزوجک علیک حق" "ان لنفسک علیک حق" اور "الکاسب حبیب اللہ" وغیرہ کا کیا مطلب ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ توجہ الی الغیر جو احکامات قرآنیہ یعنی مرضیات الہیہ کے خلاف ہو وہی ممنوع ہیں۔ اور جب آپ کی توجہ بامتثال احکام قرآن اپنی تجارت، اپنی نوکری یا اپنی کاشتکاری یہاں تک کہ گائے بیل بکری وغیرہ کی طرف بھی ہے تو وہی توجہ الی اللہ ہے۔ اسیطرح اگر آپنے بحکم قرآن کسی شیٔ کی طرف سے رخ پھیر لیا ہے تو وہ بھی توجہ الی اللہ ہے اور آپکے محبوب حقیقی کا ہی شہود آپکے دل میں جاگزیں اور آپکے حواس خمسہ

ظاہری و باطنی پر مستولی ہے اور یہی الحب للہ والبغض للہ کا بھی مطلب ہے جو شرطِ ایمان بھی ہے۔

ایمانِ تحقیقی

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا تحقیقی معنے جو منصوص کتاب و سنت ہے۔ اور بزرگان دین کا دستاویز اور زندگی کا دستور العمل ہے۔ یہ دوسری وجہ اوپر کی بیان کی ہوئی پہلی وجہ سے بہت بلند اور اعلیٰ و ارفع ہے اس کا حصول ہی لا الہ الا اللہ کا تحقیقی ایمان ہے۔ ایسا مومن غیب سے شہود کے دربار میں آجاتا ہے۔ کل من علیہا فان کا جلوہ ہر آن اس کے پیش نظر ہوتا ہے اور ویبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام کے خلوت خانہ خاص میں اس کی سکونت ہوتی ہے۔ قیامتِ کبریٰ اسی قائم کر لی ہوتی ہے اور اس کے دل کے اندر سے لمن الملک الیوم کی صدا بلند ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا ہر دو ذریعے ہی اشد حبا للہ کے درجے تک سالک حاصل کر سکتا ہے یعنی ایک تو یہ کہ اپنی جملہ توجہات کو باری تعالیٰ کے ارادے کے ماتحت بدل دیا جائے دوسرے یہ کہ کلمہ طیبہ کا تحقیقی ایمان حاصل کر لیا جائے۔ پہلا راستہ عوام کیلئے ہے اور دوسرا خواص کیلئے۔ بیانات سابقہ سے عشق کے باہمی فرق بھی ظاہر ہو چکے ہیں یعنی دل میں جو شئے آکر پلٹ جائے وہ محبت ہے اور جو متمکن ہو جائے وہ عشق ہے اور اسکو قرآن کی اصطلاح میں اشد حبا یا قد شغفہا حبا سے تعبیر کیا گیا ہے اور عاشق و معشوق کی محبت کے جتنے کرشمے یا قصے لوگوں نے بیان کئے ہیں اس سے عشق کے ہی کرشمے مقصود و متصور ہیں یعنی جب تک کہ محبت عشق کا درجہ حاصل نہیں کر لیتی اس وقت تک وہ کرشمے وہ نیرنگیاں وہ سوز و گداز وہ آہ و فغاں وہ نالہ و شیون اور شہود محبوب جو ہر ذرات کی صورتیں عین محبوب کے جلوہ گر ہو حاصل نہیں ہو سکتے کیونکہ افراط محبت کے یہی معنی ہیں کہ محبوب محب کی ہر مناسب چیز میں اتر جائے اور جملہ پر محبوب کا قبضہ ہو جائے اور محب معطل و بیکار اور مردہ بنجائے جس کے متعلق مولانا رومیؒ فرماتے ہیں

جملہ معشوق است و عاشق پردۂ   زندہ معشوق است و عاشق پردۂ

معشوق ہی زندہ ہے اور عاشق مردہ اور سب معشوق ہی معشوق ہے یعنی عاشق کے اندر جو کچھ ہے وہ جملہ معشوق ہی ہے مگر ظاہری صورت میں عاشق اس خیالی معشوق کا بھی پردہ ہے اور اسی حبہ کا نام عشق ہے اور ایسے محب کا نام عاشق اور ایسے محبوب کا نام معشوق